رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے

جلد ۴ | مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۶ء | سہ شنبہ | مطابق ۲ صفر ۱۳۳۵ھ | نمبر ۴۲

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

۵ نومبر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف کے متعلق مولوی عبداللہ صاحب سنوری حسب وعدہ مجمع عام میں شہادت دینے کے لئے … … مولوی ثناء اللہ کے پاس امرتسر بہمراہی میر قاسم علی صاحب و منشی غلام نبی صاحب بلانوی تشریف لیگئے تھے جہاں خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ حلف اٹھائی گئی

خدا کی شان شیخ غلام احمد صاحب واعظ کو دماغی عارضہ کا کئی روز سے پھر دورہ شروع ہو گیا ہے۔ اسی حالت میں وہ قادیان سے چلے گئے ہیں۔ جن احباب کے پاس پہنچیں۔ مہربانی فرما کر وہ انکو حکمت عملی سے قادیان واپس روانہ کر دیں تاکہ یہاں ان کا باقاعدہ علاج ہو سکے۔ احباب انکی صحت کیواسطے دعا بھی فرماویں ⁂

اخبار احمدیہ

مولوی محمد علی کے نام خط

قلعہ دیدار سنگھ سے جناب لہنا سنگھ صاحب سیکنڈ ماسٹر اطلاع دیتے ہیں کہ مجھے دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو ایک جوابی خط بھیجا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ مہربانی کر کے امت مرحومہ میں سے ان بزرگوں کا نام بتلائیں۔ جن کو مندرجہ ذیل تین فضیلتیں باستثنائے حضرت مسیح موعود حاصل ہوئی ہوں (۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں نبی اللہ کہا ہو۔ اور سلام کا تحفہ بھیجا ہو (۲) اللہ تعالےٰ نے ان کو نبی کہا ہو۔ (۳) خود ان کا دعوےٰ نبوت موجود ہو۔ مگر افسوس ابھی مولوی صاحب نے جواب اور جوابی کارڈ سے بھی بندہ کو محروم رکھا۔ یہ سوال نہایت معقول ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب سے کسی جواب کی امید کہنا ایک ایسی امید ہے جو کبھی پوری نہ ہو سکیگی ⁂

سالانہ جلسہ کی تحریک

ڈیرہ غازیخاں سے جناب محمد اکبر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے احمدی احباب اور غیر احمدیوں میں پرزور تحریک کر رہا ہوں۔ بہت سے بھائیوں اور غیر احمدی لوگوں نے شریک جلسہ ہونے کے وعدے کئے ہیں ⁂

حضرت صاحب نے جواب دیا ہے۔ کہ جزاکم اللہ۔ جہاں تک ہو سکے۔ احمدیوں کے علاوہ غیر احمدیوں کو بھی جلسہ میں لانے کی کوشش کریں۔ سب احباب کو ایسا ہی خیال چاہیئے۔

موضع شکار سے جناب رحیم بخش صاحب اپنے اکلوتے بیٹے کی صحت کے لئے جو کہ عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اس کو جلد شفا بخشے۔ آمین۔

احباب مفت منگوا کر تقسیم کریں

برادرم محمد صدیق صاحب میرٹھی۔ سلسلہ کی ہر قسم

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

کی مدد اور تائید کرنے کے لئے اپنے سینہ میں پُرجوش دل رکھنے والے فرد ہیں۔ اس وقت تک آپ کئی ایک مضامین اور اشتہار چھپوا کر غیر احمدیوں میں مفت تقسیم کرنے کا ثواب حاصل کر چکے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کا وہ خطبہ جمعہ جو ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء کے اخبار الفضل میں چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ ایک ٹریکٹ کی صورت میں غیر احمدیوں میں تقسیم کرنے کے لئے اپنے خرچ پر چھپوایا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ خطبہ واقعی اس قابل تھا کہ غیر احمدیوں میں اس کی کثرت سے اشاعت کی جاتی۔ اور انہیں بتایا جاتا کہ اولو الامر منکم کے کیا معنے اور کیا مطلب ہے۔ خدا تعالےٰ جزائے خیر دے ہمارے بھائی محمد صدیق صاحب کو کہ ان کو اس خطبہ کے شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوگئی۔ اگرچہ انہوں نے یہ کام محض خدا تعالےٰ کے لئے اور اسکی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں انہوں نے موجودہ حالت میں گورنمنٹ کی بھی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ کیونکہ اس خطبہ کے نتائج ہماری گورنمنٹ کی استواری اور مضبوطی کا موجب بنیں گے۔ اب ہمارے دیگر برادران ملت کا فرض ہے کہ وہ اس ٹریکٹ کی غیر احمدیوں میں خوب اشاعت کریں۔ اور انہیں پڑھ کر سنائیں اور اچھی طرح سمجھائیں۔ یہ ٹریکٹ صرف محصول ڈاک ارسال کرنے سے مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتا ہے۔

محمد صدیق صاحب احمدی۔ متصل عدالت کیمبل پور

احمدیہ کواوپریٹو سٹور

سٹور کا کام یکم نومبر سے شروع ہے۔ سٹور کا سرمایہ ایک لاکھ اور قیمت فی حصہ پانچ روپیہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی منظوری اور مشورہ سے اس کام کا اجراء کیا گیا ہے۔ اور احمدیوں کے روپیہ کو ہر طرح محفوظ رکھنے کا پورا پورا انتظام کیا گیا ہے تفصیل کے لئے خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہو۔

چوہدری غلام محمد بی اے۔ سکرٹری احمدیہ کواوپریٹو سٹور قادیان

نماز جنازہ

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاہور کے میاں رحمت اللہ صاحب وکیل ۱۵ یوم بیمار رہنے کے بعد گذشتہ جمعہ کے دن فوت ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ احباب انکا جنازہ غائب پڑھیں۔

حلف اٹھائی گئی

مولوی عبد اللہ صاحب سنوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف پر جس میں آپ کے کپڑوں پر سرخی کے چھینٹے پڑے تھے۔ مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء کو مولوی ثناء اللہ کے سامنے انہی کے محلہ کی مسجد میں حلف اٹھالی ہے۔ اس کے متعلق مفصل اگلے پرچہ میں لکھا جائے گا۔

اعتذار

میرے امرتسر چلے جانے کی وجہ سے اخبار دو دن لیٹ شائع ہو رہا ہے امید ہے احباب معذور سمجھیں گے۔ اگلے پرچہ میں مکرمی میاں عبد اللہ صاحب سنوری کی حضرت مسیح موعود ؑ کے کشف کے متعلق ثناء اللہ کے روبرو حلف اٹھانے کی روئداد شائع کی جائے گی۔ امید ہے اس سے تلافی ہو جائیگی چونکہ تمام روئداد کو ایک ہی پرچہ میں شائع کرنا ضروری ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ اگلے دو اخبار اکٹھے شائع کئے جائیں۔ (ایڈیٹر)

فہرست نو مبائعین

میرزا انتظام الدین (برادر) مرزا غلام اللہ صاحب۔ قادیان
مسماۃ سوہندہان۔ پٹیالہ
شمس الدین صاحب۔ گوجرانوالہ
مسماۃ عائشہ بی بی۔ ترگری
کریم بی بی۔ لاہور
لارنس مسیح صاحب پشاور
محمد عثمان صاحب دہلی
محمد عظیم صاحب شونکی۔ جھنگ
منشی خدا بخش صاحب ״
عبد اللہ خان صاحب لاہور
والدہ صاحبہ الہ دین۔ گجرات
ہمشیرہ صاحبہ ״
اکبر علی صاحب۔ دربھنگہ
محمد احمد صاحب ریاستی
شیخ محمد صاحب مالیر کوٹلہ
اہلیہ صاحبہ عبد المجید صاحب ڈیرہ دون
محمد ابراہیم صاحب لالہ موسیٰ
سردار خان صاحب ״
محمد حیات صاحب ״
خان محمد صاحب ״
محمد حسین صاحب ״
طالع بی بی ״
رحمت بی بی ״
بیگم بی بی ״
فضل الدین صاحب گوجرانوالہ
اہلیہ محمد اسمٰعیل صاحب گوجرانوالہ
اہلیہ صاحبہ غلام رسول۔ سرگودھا
منشی محمود خان صاحب۔ نالاگڑھ
محمود علی صاحب۔ جہلم
عباس علی احمد صاحب۔ بوگرا
عبد الغفور خان صاحب۔ احمد نگر

بیعت خلافت

میاں عبد المجید صاحب۔ ڈھڈہ رانجھا شاہ پور

جنگ کی خبریں

تخت آسٹریا

لنڈن ۲۳ نومبر۔ ایمسٹرڈم۔ آسٹریا کے شہنشاہ نے تخت نشینی کے وقت ایک فرمان میں اعلان کیا ہے۔ کہ یہ ایک نازک وقت ہے۔ اور ابھی تک ہماری غرض پوری نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی ہمارے دشمنوں کی یہ خام خیالی کہ وہ ہماری حکومت اور ہمارے حلیفوں کی طاقت کو ملیا میٹ کر سکتے ہیں۔ دور ہوئی ہے جس قدر جلد مجھے ہماری سپاہ کی توقیر اپنے ملک اور حلیفوں کے ملک کے حالات زندگی اور غنیم کی برانگیختگی اجازت دیگی۔ میں صلح کرنے کی حتی الامکان کوشش کروں گا۔

لنڈن ۲۴ نومبر۔ ایمسٹرڈم۔ آرچڈیوک جوزف نے گلیشیا دریائے ڈنیوب تک کی کمان شہنشاہ کارل سے اپنے ہاتھ میں لی ہے۔

روسی جنگی جہاز پر آتشزدگی

لنڈن ۲۴ نومبر۔ پیٹروگریڈ جنگی جہاز امپریٹریز ماریا کے اگلے میگزین میں ۲۰ نومبر کو آگ لگ گئی۔ اور وہ اس کے فوراً بعد ہی میگزین پھٹ گیا۔ اور آگ فوراً ہی پٹرول کے ذخائر میں پہنچ گئی۔ اہل جہاز نے آگ کے دائرہ اثر کو محفوظ رکھنے اور میگزین کو پانی سے بھرنے کے لئے بہادرانہ کوشش کی۔ امیر البحر کوسچک سپہ سالار جہاز پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے جد وجہد سے کام لیا۔ جہاز ایک گھنٹہ بعد غرق ہو گیا۔ اکثر اہل جہاز بچا لئے گئے ۱۵۲ اہل جہاز مفقود الخبر ہیں۔ اور ۶۴ جلکر مر گئے۔ امید کی جاتی ہے کہ جہاز کو جو پایاب پانی کی تہ میں پڑا ہوا ہے۔ پھر نکال لیا جائے۔

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قادیان دارالامان - ۲۸ر نومبر ۱۹۱۶ء

زرّین موقعہ

عین اس وقت جبکہ اسلام کا آفتاب عالمتاب غروب ہونے کے قریب تہا۔ اسلامی دنیا پر تباہی اور ادبار کی ایک عام گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ حقیقی اسلامی روح بالکل نابود ہو چکی تہی۔ شریفانہ اخلاق و عادات کو مسلمان خیرباد کہہ چکے تھے افلاس ونکبت کا دور دورہ تہا۔ اور اسلام کا نہایت کریہہ منظر اہل دنیا کے سامنے پیش تہا۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ کہ اس سے بڑھ کر دردناک اور روح فرسا وقت دنیا پر اور کوئی نہیں آنیوالا اس برگزیدہ خدا نے آکر مذہبی دنیا میں جو انقلاب عظیم برپا کیا۔ اور اسلام کی صداقت اور حقانیت کا سکہ بٹھایا۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ جاؤ ہر ایک مذہبی انسان سے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ اسکی تصدیق کراؤ۔ کہاں وہ وقت کہ اسلام ایک ایسا ٹمٹماتا ہوا چراغ کہ جسے باد مخالف کے تیز اور تند جھونکے گل کئے دیتے تھے۔ اور کہاں یہ وقت کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا۔ اور کسی مخالف کو دم مارنے کی طاقت نہ رہی۔ پھر کہاں وہ وقت کہ اسلام ایک جسم نیم جان کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اور مخالفین پر دپرزے جہاڑ کر اسکی تکہ بوٹی کرنے پر آمادہ تھے۔ لیکن کہاں یہ وقت کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کو نہ صرف تندرست بلکہ ایسا طاقتور بنا دیا۔ کہ کسی بڑے سے بڑے زور آور دشمن کو بھی اس کے مقابلہ کی تاب نہ رہی ٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تو وقت مقررہ پر اپنے معبود حقیقی سے جاملے۔ لیکن اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے۔ جو زندہ اور حقیقی اسلام کی حامل ہے۔ اس جماعت میں کا ہر ایک فرد اپنے بخت رسا پر جسقدر بھی فخر کرے کم ہے اور خدا تعالےٰ کی اس نعمت عظیمہ پر جسقدر بھی سجدات شکر بجالائے تھوڑے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اسے اس تیرہ و تار اور ظلمت و جہالت کے زمانہ میں اپنے مقربین میں شامل کیا اور اپنے مومن بندوں میں جگہ دی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے لئے اپنے فرائض سے بھی اچھی طرح آگاہ اور واقف ہونا نہایت ضروری ہے ٭

وہ فرائض کیا ہیں۔ ان کی تفصیل قرآن کریم نے ایک ہی آیت میں نہایت وضاحت کے ساتھ کر دی ہے۔ جو یہ ہے۔ ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔ کہ اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور اموال خرید لئے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے بدلہ میں جنت دے ٭

ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کو خدا تعالےٰ کے اس ارشاد پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ اسے اپنی جان اور مال پر کس قدر قبضہ اور تصرف حاصل ہے۔ کیا دنیا اور دنیا کی تمام کائنات صرف انسانی جان اور مال ہی کا نام نہیں۔ پھر جب یہ سب کچھ اس نے خدا تعالےٰ کے ہاتھ بیچ دیا۔ اور خدا تعالےٰ نے خرید لیا۔ تو اس کا تو کچھ بھی نہ رہا۔ سب کچھ خدا تعالےٰ کا ہی ہو گیا۔

یوں تو ہر ایک چیز خدا تعالےٰ ہی کی ہے۔ خواہ وہ کسی کافر کے پاس ہو یا مومن کے پاس۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ہی ہر ایک چیز کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کی اپنے مومن بندوں پر شفقت اور نوازش دیکھئے۔ فرماتا ہے۔ ہم نے مومنوں کی جانیں اور اموال خرید لئے ہیں۔ گویا صرف مومنوں کے مال اور جانیں ہی اس قابل ہیں کہ خدا تعالےٰ ان کا مشتری ہو۔ ان کے علاوہ اور لوگوں کے مال اور جانیں اس قابل ہی نہیں کہ خدا تعالےٰ انہیں خریدے۔ پس یہ کسقدر ایک مومن کے لئے خوشی اور راحت کا مقام ہے کہ خدا تعالےٰ اس کے مال اور جان کا مشتری بنتا ہے۔ اور جب خدا مشتری ہو گا۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ کس قدر قیمت حاصل ہو گی ٭

سبحان اللہ! خدا تعالیٰ کا خریدنا بھی کیا ہی شان اور عظمت رکھتا ہے۔ پہلے وہ خود ہی ہر ایک انسان کو اپنے پاس سے انعام و اکرام دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ انسان جو اس کے انعامات کی قدر کرتے اور اس کے شکر گذار بندے بنتے ہیں۔ انہیں ان انعامات کا مالک قرار دیتا ہے۔ اور مالکیت کے حقوق عطا کر کے پھر انہیں انعامات کا خود مشتری بنتا ہے نہ اس لئے کہ اس کے خزانوں میں کمی آ جاتی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ان شکر گذار اور انعامات کی قدر کرنیوالے بندوں کو انکی بجائے اور بڑے بڑے انعامات دے۔ لیکن وہ لوگ جو اس کے پہلے دئے ہوئے انعامات کی ناقدری کرتے اور ناشکر گذار بنتے ہیں۔ ان سے پہلے ہی چھین لیتا ہے ٭

ہماری جماعت کو خدا تعالےٰ کے اس فضل اور ذرہ نوازی کی خاص قدر کرنا چاہیئے۔ کہ ان کو خدا تعالےٰ نے اس قابل پایا ہے کہ ان کی جانیں اور مال خرید لے۔ اور اس کی بجائے بہت اعلیٰ اور اکمل انعامات سے بہرہ ور کرے۔ بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ انسان جن کی جانیں اور مال خدا کے ہاتھ بک چکے۔ اور بڑے ہی طالع مند ہیں وہ افراد جو اپنا سب کچھ خدا تعالےٰ کے ہاتھ بیچ چکے۔ ایسے ہی لوگوں کو ہم یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ ان کے لئے ایک ایسا موقعہ آ رہا ہے۔ جبکہ وہ اس بات کا نہایت عمدگی کے ساتھ ثبوت دے سکتے ہیں کہ وہ اپنی جانیں اور اموال خدا تعالےٰ کو دے چکے ہیں۔ وہ موقعہ سالانہ جلسہ کا ہے۔ سالانہ جلسہ ہماری جماعت کے لئے وہ تقریب سعید ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی غرض و غایت کو مدنظر رکھ کر قائم کی ہے۔ اس میں اپنے اموال نہیں۔ خدا کے ہاتھ فروخت کئے ہوئے اموال کے دینے کا موقعہ تو ابھی سے شروع ہو گیا ہے۔ اور اپنے نفسوں کے دینے کا وقت عنقریب آنیوالا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان دونوں موقعوں سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے ہمارے احباب کے دل نہایت بیقرار ہو رہے ہونگے اور وہ اپنی اس خوش قسمتی پر ناز کرتے ہوئے کہ خدا تعالےٰ ان کے اموال اور جانوں کو خرید چکا ہے۔ ان زرین مواقعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دینگے۔ لیکن اگر کوئی سستی کریگا۔ تو اُسے یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کو کسی کے مال اور جان کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ اگر مومنوں سے ان کے اموال اور جانیں خریدتا ہے تو صرف اسی لئے کہ ان کی بجائے انہیں بہت اعلیٰ انعامات سے متمتع کرے۔ پس اگر ہماری جماعت اعلیٰ انعامات کے حاصل کرنے کی خواہش مند ہے۔ تو اُسے نہایت خوشی اور خورمی خدا کی دی ہوئی جان اور اسی کے دئے ہوئے اموال کو

اسی کی راہ میں لگا دینا چاہیئے۔ کیا جان و مال ایسی چیزیں نہیں جو ایک نہ ایک دن ضرور فنا ہو جاتی ہیں۔ ضرور ہیں۔ پھر جب خدا تعالیٰ ان فانی اور نہ رہنے والی چیزوں کو لیکر دائمی اور ہمیشہ رہنے والی اشیاء دیتا ہے۔ تو کوئی نادان ہی ہوگا۔ جو اس بیع پر راضی نہ ہو۔ پس ہماری جماعت کو ان مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور خدا کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں کو دیکر ثابت کر دینا چاہیئے کہ ہم ہی ایک ایسی جماعت ہیں جن کا مال اور جان خدا کو پسند آیا ہے۔ باقی سب لوگ ایسے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ٹھکرا دیا ہے ٭

خدا تعالیٰ ہمارے احباب کو اس بات کی توفیق دے۔ اور ان کے مال اور جان کو قبول فرمالے ٭

نعمت عظمیٰ

جو چیز انسان کی ترقی کا باعث ہو طبعاً انسان کا دل اسکی طرف رغبت کرتا اور اس کے حصول کی خواہش کرتا ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ جان اور مال اس کے لئے صرف کرتا ہے۔ اور اس کو اس میں کچھ دریغ نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان تکالیف اور اخراجات سے جو اس چیز کے حصول کے لئے وہ اٹھاتا ہے۔ وہ ترقی اور کامیابی جو اس چیز کی حصول کے بعد اسکو ملنی چاہیے۔ کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔

دیکھو۔ اسکولوں میں لوگ اپنے بچوں کو انگریزی کی تعلیم دلاتے ہیں۔ حالانکہ ان کو یقیناً یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ ضرور ہی تحصیل علم کے بعد ان کے بچوں کو کوئی نہایت معزز عہدہ مل جائیگا۔ کیونکہ اکثر بڑے بڑے تعلیم یافتہ ایسے بھی ہیں کہ ان کو کوئی پوچھتا تک نہیں مگر باوجود اس کے وہ اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر اپنے بچوں کو انگریزی پڑھاتے ہیں صرف اس خیال پر کہ ممکن ہے کہ کوئی معزز عہدہ ان کو مل جائے۔ مگر ایک مسلمان کے لئے جو خدا اور اسکے رسول کی باتوں پر دل سے ایمان لاتا ہے۔ اور اس کا دل اس یقین سے معمور ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات اپنے وعدوں کی بڑی پکی اور خلاف ورزی کرنیوالی نہیں۔ کسقدر خوشی کا مقام ہے کہ وہ خدا جس کے متعلق اس کا ایسا ایمان ہے۔ وہ قرآن کریم میں اس کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم۔ کہ ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے۔ کہ تمہاری تمام عزت اور بڑائی اسی میں ہے۔ اس میں اگر تم فہم پیدا کرو۔ اور اسکی اتباع کرو۔ تو دنیا و آخرۃ دونوں میں تم عزت اور شرف حاصل کرو۔ کیا صحابہ کو کسی انسانی منطق اور فلسفہ نے یہ شرف بخشا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انکو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا خطاب ملا۔ یا کیا سیبویہ اور متنبی کے پڑھنے سے ان کو دنیا کی بارعب حکومت دی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے قرآن کا فہم پیدا کیا۔ اور اس کی دل و جان سے اتباع کی۔ اور یہ مراتب عالیہ ان کو نصیب ہوئے۔ ایک شخص اپنے دل میں امکان کو جگہ دیکر ایک چیز کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اور ایک شخص کو یقین ہے کہ جس چیز کے لئے وہ کوشش کر رہا ہے وہ ضرور ہی اسکو مل جائیگی۔ دونوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ پس یقین کے لئے خدا تعالیٰ کے وعدہ سے بڑھ کر ایک مومن کے لئے اور کیا چیز ہو سکتی ہے پس اگر ایک دنیا دار ایک نعمت دنیوی کی حصول کے لئے اس کے حصول کے امکان پر اتنی سعی اور کوشش کرتا ہے۔ تو ایک مومن جس کا دل بباعث وعدہ الٰہی یقین سے بھرا ہوا ہو اسکو کیا کچھ قرآن کے علم اور فہم میں کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ اسکو تو چاہیئے کہ زندگی ہی اس میں خرچ کر دے۔ اور مال بھی اس میں صرف کر دے۔ اور بیوی بچوں کو بھی اس میں لگا دے۔ وہ زمانہ بہت قریب آتا ہے۔ کہ بی۔ اے اور ایم۔ اے کی اتنی ضرورت نہ ہوگی۔ جتنی کہ ایک عالم اور فقیہ کی ضرورت ہوگی۔ پس قبل اس کے کہ چراغ سے علماء اور فقہاء کو تلاش کیا جائے۔ ہماری جماعت کو جان توڑ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم کے مال سے مالا مال کریں۔ تا دین اور دنیا کی تمام عزتیں اور بڑائیں ان کے آگے سر جھکا دیں۔

شاذو نادر کی الگ بات ہے۔ لیکن درحقیقت قرآن کے فہم کے لئے حفظ قرآن نہایت ضروری امر ہے۔ اور علمی ترقی کا ایک بڑا بھاری زینہ ہے۔ اور بہت سی مشکل سے مشکل علمی منازل اس کے حفظ سے بآسانی طے ہو سکتی ہیں۔ ہماری جماعت میں یہ ایک بڑی بھاری کمی نظر آتی ہے کہ اس میں اکثر حفاظ وہی ہیں۔ جنہوں نے غیر احمدی ہونے کی حالت میں قرآن کو حفظ کیا ہے۔ ہماری جماعت میں کوئی ایسا انتظام نہیں۔ جس میں ہمارے بچے بھی حفظ قرآن کا شرف حاصل کریں اور اس نعمت عظمیٰ سے ہماری نسلیں محروم نہ رہیں۔

اول تو ہماری ساری جماعت کو اس طرف بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ مگر قادیان کے احباب کی توجہ کو خصوصیت کے ساتھ ہم اس طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ قبل اس کے کہ وہ اپنے بچوں کو کسی اور تعلیم میں لگائیں۔ قرآن ان کو ضرور حفظ کرالیں۔ اور اس کا نقش ان کے دلوں پر بٹھائیں۔ اس سے انشاء اللہ دیگر علوم کے حصول کے لئے بھی بہت کچھ آسانیاں پیدا ہو جائینگی اور اپنا مال یا بچوں کا وقت اس کار خیر میں صرف کرنے کو بیفائدہ اور لغو نہ سمجھیں۔ بلکہ جیسا کہ خدا کا وعدہ ہے۔ اس کے بڑے بڑے دین و دنیا کے ثمرات ان کو حاصل ہونگے۔ اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ہم جناب حافظ سلطان حامد صاحب ملتانی ثم القادیانی کو دار الامان کی جماعت کے لئے نہایت موزون اور اس قابل سمجھتے ہیں کہ وہ اس فرض کو بخوبی ادا کر سکینگے کیونکہ وہ اس فن میں مہارت رکھتے ہیں۔ اور پھر ان کو شوق بھی ہے۔ اور جو کام دل کی خوشی سے کیا جائے۔ وہ نہایت عمدگی سے ہوتا ہے ٭

اور پھر چونکہ حافظ صاحب ممدوح حافظ قرآن ہونے کے علاوہ اچھے عالم بھی ہیں۔ اس لئے اگر وہ بچوں کو گاہ بگاہ ایک آدھ آیت کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ حفظ کراتے جائینگے۔ تو بچوں پر کوئی بوجھ بھی نہیں ہوگا۔ اور حفظ قرآن کے وقت تک انہیں ساتھ ہی ایسی قابلیت بھی پیدا ہو جائیگی۔ کہ وہ خود بخود قرآن کریم کا ترجمہ کر سکیں گے۔ اور چونکہ حافظ صاحب ممدوح ایک متقی اور پرہیزگار شخص ہیں۔ اس لئے اکثر ان کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے بچے نیکی کے عادی اور نماز وغیرہ کے بچپن سے پابند ہو جائینگے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ والدین کے لئے فرحت اور فلاح دارین کا باعث ہوں گے۔ اور اس پر کوئی بڑا عرصہ نہیں لگتا۔ بآسانی بچے دو تین سال میں قرآن یاد کر لیتے ہیں۔ اور اس کے بعد انگریزی وغیرہ علوم حاصل کرنے کے لئے کافی سے بڑھ کر وقت بچ رہتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہی ہماری جماعت کی توجہ کو اس طرف پھیرے کہ وہ اس ضرورت کو محسوس کریں۔ اور اسکو پورا کرنے کے لئے بحضور قلب بہت جلد کوشش کریں۔ آمین

انوار نبوت

(از جناب حکیم مولوی خلیل احمد صاحب مبلغ احمدیت)

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیوں بیٹھے ہو تم لیل و نہار
تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں بہتی ہے نہرِ خوشگوار

ضد اور تعصب۔ بغض و عناد کچھ ایسے برے خصائل ہیں جن کے ہوتے ہوئے انسان صاف سے صاف بات اور کھلی سے کھلی حقیقت کا بھی انکار کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بہت سی برکات اور انعامات سے محروم رہ جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ قوم کی قوم اس بلا میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئی ہے۔ بڑے سے بڑا عالم اور دانا سے دانا حکیم اس مرض میں مبتلا ہو کر اپنے حواس ظاہری اور باطنی کو کھو بیٹھتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کوئی ایسی نبوت نہیں۔ جس پر صدیاں گذر چکی ہوں اور جس کے نشانات و معجزات نے قصہ اور کہانی کا رنگ اختیار کر لیا ہو یا اس نبی کی سیرت اور سوانح زندگی دریافت کرنے کے لئے پرانے پتھروں اور فرسودہ کتبوں کو تلاش کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہو۔ یا مٹے مٹائے کھنڈرات میں اس کی پیدائش یا رہائش کا مقام تلاش کیا جاتا ہو۔ یا مایوس ہو بیٹھنے پر بعض وقت یہ بحث چھڑ جاتی ہو۔ کہ اس نام کا کوئی انسان ہوا بھی ہے یا نہیں۔ بلکہ آپ کی نبوت تو اپنے ساتھ تازہ بتازہ نشان دکھاتی ہے۔ اور تمام وہ دلائل جن سے ایک نبی کو نبی کہا جاتا ہے۔ اپنے ہمراہ رکھتی ہے۔ پھر مومنین نبوت نے معقولی اور منقولی طور پر اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں اسلامی شریعت کے ماتحت نبی کا آنا اسلامی حقیقت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اسلام کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ خاتم النبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تنقیص نہیں۔ بلکہ آپ کے ابوالانبیاء اور زندہ نبی کے ہونے کی زندہ دلیل ہے مگر افسوس کہ منکرین نبوت ابھی تک یہی کہہ رہے ہیں کہ نبی کا آنا ممتنع اور محال اور اسلام کے لئے باعث زوال ہے۔ حالانکہ اس موعود نبی نے اپنی گفتار و رفتار اپنے اعمال و افعال سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ میں اسلام کے لئے باعث فخر ہوں۔ میں اسلام کے لئے ہوں اور اسلام ہمارے لئے ہے۔ میرا نزول اسلام کے عروج کی دلیل ہے۔ اور پھر اس کی نبوت نے اپنے وقوع سے اس کی صداقت کا ثبوت دیدیا ہے۔ اس کی فرمائی ہوئی نبوتیں پوری ہو کر اپنی شاہد آپ ہو رہی ہیں۔ ہر روز جبکہ سورج طلوع ہوتا ہے۔ اس نبی کی نبوت پر ایک نئی دلیل لاتا ہے۔ خدا دشمنان نبوت کو سمجھ دے ابھی تک اسی بحث میں پڑے ہوئے ہیں کہ نبی آسکتا ہے یا نہیں؟

ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس کے سر پر آفتاب عالمتاب چمک رہا ہو۔ اور اس کا نور سارے عالم میں جگمگا رہا ہو۔ تاریک سے تاریک مقام پر بھی اس کی نورانی کرنیں اپنی روشنی اور گرمی پہنچا رہی ہوں۔ مگر وہ شخص دیوار کے روزن سے آفتاب اور اس کی دھوپ کو جھانکتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ لوگوں کو بلا کر کہتا ہو کہ اس سوراخ سے دیکھو یہ آفتاب کی دھوپ نہیں۔ بلکہ ایک معمولی لمپ کی روشنی ہے کیونکہ سورج کو تو آج گہن لگنے کی خبر ہے۔ پھر کس طرح میں مان لوں کہ یہ سورج ہے۔ اور یہ اس کی دھوپ۔ یا ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس کی آنکھوں کے سامنے بارش رم جھم جھوم کر برس چکی ہو۔ ندی۔ نالے۔ سمندر دریا سب جل تھل ہو گئے ہوں۔ مگر وہ ضدی اور بیوقوف انسان کہتا ہو کہ بارش نہیں۔ بلکہ شبنم کے قطرے ہیں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اب بارش نہ ہو گی۔ کیسا بیوقوف ہے وہ انسان جو مشاہدات اور واقعات کو چھوڑ کر توہمات کا مطالعہ کرتا ہے۔ بعینہٖ یہی حالت منکران نبوت کی ہے۔ وحی نبوت کی بارشیں ہو چکی۔ اور کثرت سے ہوئی ہیں۔ اڑتی ہوئی غبار بیٹھ چکی ہے۔ مردہ زمین زندہ ہو گئی ہے۔ روحانی پودے لہلہا اٹھے ہیں عرفان کے درخت سرسبز ہو چکے ہیں۔ نبوت کا آفتاب عالمتاب اپنے پورے فرض میں اور اپنے پورے جمال و جلال کے ساتھ ٹھیک مشرق سے طلوع ہو کر سمت الراس پر آگیا ہے۔ آفتاب نبوت کی چمکیلی اور شاندار کرنیں پھیل کر بحر و بر پر پڑ رہی ہیں۔ گھر سے گھر سے غار اور کھف میں اس کی گرمی پہنچ گئی ہے۔ لیکن منکرین ابھی تک اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے یہی کہے جاتے ہیں کہ نبی نہیں آسکتا ہے۔

اللہ! اللہ!! مذہبی دنیا کا مذاق کیسا بگڑ گیا ہے۔ کہ نبوت جیسی نعمت فیاض ازل سے عین ضرورت حقہ پر ملتی ہے۔ اور خدا کا ایک برگزیدہ اور پیارا نبی اس کے لئے روحانی درد کی دوا۔ مرض کی شفا۔ زخم کا مرہم ہو کر آتا ہے مگر عوام تو عوام دنیا کے بڑے بڑے عالم کہلانیوالے اور بڑے بڑے عقیل و فہیم بننے والے بھی اس نعمت کو زحمت سمجھتے ہیں۔ اور نبوت کے نام سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح بڑی آفت سے لوگ بھاگا کرتے ہیں۔

دنیا پر ایسا غمناک زمانہ بہت کم گذرا ہے۔ بلکہ نہیں گذرا ہے۔ جبکہ ساری دنیا گویا بجورٹی کر کے نبوت کے نام سے ہی چڑنے لگی ہو۔ جیسے گالیوں کے الفاظ سے۔ اور ایسی گھبراتی ہو۔ جیسے ملک الموت کے نام سے۔ نبوت کا لفظ گویا ذلت اور قہر کا اور دکھ اور مصیبت کا مترادف ہو۔ امم سابقہ میں ایسی نظیر بہت ہی کم ملتی ہے۔ اگلی امتیں اپنے زمانہ کے نبی کو جبکہ وہ آجاتا تھا۔ تو یہ کہتی تھیں کہ تو جھوٹا ہے اور ساحر ہے وغیرہ۔ مگر یہ کہ اب دنیا میں نبی نہیں آئیگا۔ اس لئے تو نبی نہیں۔ شاذ ہی کے طور پر کسی قوم نے ایسا کہا۔ مگر آج تو سب سے ساری دنیا چاہے وہ مہذب کہی جاتی ہو یا غیر مہذب۔ چاہے وہ اہل کتاب ہو یا غیر اہل کتاب رب کے نبی کے آنے سے انکار کر دیا۔ اور اس نعمت کو اپنے زمانہ کے لئے سخت مصیبت اور زحمت سمجھ لیا ہے۔ اور قوا اور وہ قوم بھی جو کہ اسلام کے بہت قریب ہے۔ یا جو کہ اپنے آپ کو بزعم خود حقیقی مسلمان کہتی ہے۔ اس کے سامنے بھی اگر یہ کہدو کہ "دنیا میں ایک نبی آیا" تو اس جملہ کا اثر اس کے جسم پر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے پسی ہوئی مرچوں کے ملنے کا یا کانٹے کے لگ جانے کا غرضیکہ دنیا کا کچھ حصہ تو سلسلہ نبوت اور سلسلہ وحی والہام کو دماغی مرض کہکر رد کر رہا ہے۔ اور کچھ حصہ اسکو اپنے زمانہ کے لئے قطعی حرام قرار دے رہا ہے۔ گویا کہ دنیا اپنے پورے زور اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس بات پر آمادہ ہو گئی ہے۔ کہ ہمارا زمانہ گو کیسا ہی ظلمت اور جہالت کا زمانہ ہو۔ اور کفر و بددینی۔ ضلالت اور الحاد کی تاریک کوٹھری میں کیسے ہی ہم

ہاتھ پاؤں مارتے ہوں۔ یہ ہمیں پسند ہے۔ مگر نبوت کی روشنی ہرگز پسند نہیں۔ اور نہ ہم کسی نبی کو آنے دینگے۔ قوم نوح ؑ کیطرح ضلالت کے خطرناک سیلاب میں بہ جانا ہمیں پسند ہے آل فرعون کی طرح سرکشی اور عدوان میں بڑھکر اپنی ہستی کا بیڑا غرق کر دینا ہمیں منظور ہے۔ عاد و ثمود کی طرح صفحہ دنیا سے مٹ جانا ہمیں مرغوب ہے۔ مگر کسی نجات دہندہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کسی نبی کی مطلقاً ہمیں خواہش نہیں ؞

آہ! شراب طہور کو زہر کا پیالہ سمجھا گیا۔ ساقی کوثر کو جلاد اکبر تصور کیا گیا۔ زندگی کو موت خیال کیا گیا ہے۔ خوان یغما کو خوان غم یقین کیا گیا ہے۔ پس سچ پوچھو تو اسی وقت نبی کی ضرورت اور یہی موسم ایک پُر جلال نبی کے آنے کا تھا۔ نبوت جیسی نعمت کی توہین ہوتے دیکھ کر خدا کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے بزبان حال کہا کہ گو تم اپنی بدمذاقی اور شامت اعمالی سے اس نعمت کو زحمت سمجھ کر قبول نہ کرو اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس کو رد کرو۔ مگر خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا ؞

بس نبی تو آ گیا۔ اور زور آور حملوں کے ساتھ آیا۔ اب کسی کا یہ کہنا کہ "کوئی نبی نہیں آسکتا" فضول ہے۔ اب کون ہے جو یہ کہے کہ نبی نہیں آسکتا۔ چڑھے ہوئے سورج کو کس کی طاقت ہے۔ کہ پیچھے لوٹائے۔ جس طرح چڑھے ہوئے سورج کو کوئی واپس نہیں لوٹا سکتا۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح آئے نبی کو کوئی یہ کہکر واپس نہیں کر سکتا۔ کہ تمہیں نہیں آنا چاہیئے۔ آفتاب کے چمکدار لمعات کو اور سطح زمین پر پڑتی ہوئی دھوپ کو مٹاؤ۔ اگر مٹا سکتے ہو۔ پھر اس کی آمد کا انکار کرو۔ اسی طرح نبی کی فرمائی ہوئی نبوتوں کو بروز روشن کی طرح پوری ہو رہی ہیں۔ مشاہدات اور واقعات کے اوراق سے مٹاؤ۔ اگر مٹا سکتے ہو۔ پھر اس کی آمد کا انکار کرو ؞

اگر سلسلہ نبوت اور سلسلہ وحی و الہام سچ ہے۔ اور بے شک سچ ہے۔ تو ایسے وقت میں اس کی صداقت کا ثبوت دینا خدا کا فرض تھا۔ جبکہ مادیت اس پر مضحکہ اُڑا رہی تھی۔ اگلے انبیاء کی نبوتوں اور ان کی وحیوں کے زمانہ جاہلیت کے توہمات اور دماغی اختراعات میں شمار کیا جاتا تھا۔ فلسفۂ یورپ کی زہریلی ہوا نے اس قوم کو بھی بدحواس کر دیا تھا۔ جسکے ہاتھ میں ایک محفوظ حکمت آموز کتاب تھی۔ ان میں کے بڑے بڑے سید اور سردار۔ علماء اور فضلاء اور شمس العلماء، اور حامل قرآن کہا جاتا تھا۔ جو کہنے لگے تھے۔ کہ موجودہ روشنی کے زمانہ میں اگر خود حضرت محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ہوتے تو پانچ شخصوں سے بھی اپنی نبوت منوانی مشکل ہو جاتی۔ کیا ایسے وقت میں خدا خاموش رہتا۔ جبکہ اس کی ربوبیت عامہ اور رحمانیت کے خاص اور کلام بالا کلام پر خطرناک حملے ہو رہے تھے۔ ہرگز نہیں اس کی ربوبیت جوش میں آئی۔ اس کی رحمانیت نے تقاضا کیا۔ اور اسکی صفت تکلم نے ایسے وقت میں ساکت عن الحق رہنا پسند نہ کیا۔ اور محمدؐ کے احمدؐ کو اپنے لئے چنا۔ اپنی صفات کا مظہر ٹھہرایا۔ اور جری اللہ فی حلل الانبیاء جیسے جامع جمیع صفات نبوت کی خلعت سے سرفراز فرما کر نبی بنایا۔ اور پچھلی ساری نبوتوں کو جو کہ موجودہ زمانہ میں مشتبہ ہو رہی اور مٹ چلی تھیں۔ زندہ کر دیا۔ چنانچہ اس نبی برحق نے خود بھی لکھا ہے :۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم ؞ ہر رسولے نہاں بپیراہنم
آنچہ داد است ہر نبی را جام ؞ داد آں جام را مرا بتمام
او ہم نیز احمد مختار ؞ دربرم جامہ ہمہ ابرار

وہ جو کہ کہتا تھا۔ کہ خود محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اپنی نبوت منوانی مشکل ہو جاتی۔ خدا نے اس عظمت و جلال والے نبی کے ایک غلام کو اولوالعزم نبی بنا کر اور کثیر جماعت کو منوا کر دکھا دیا ؞

بس نبیوں کا موعود نبی آیا۔ جا انبیاء کے صفات کا جامع نبی آیا۔ اور عین ضرورت کے وقت آیا۔ اور رحمت اور نشان کے ساتھ آیا۔ براہین اور بینات کے ساتھ آیا ؞ دنیا کو چاہیئے کہ سجدات شکر بجا لائے۔ اور اس نعمت کی جو ٹھیک بھوک کے وقت ملی ہے۔ قدر کرے اور اس پانی سے جو ٹھیک پیاس کے وقت آیا ہے سیراب ہو تا کہ ہلاکت سے بچے۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ فی زمانہ مسئلہ نبوت ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ جس کا پتہ احمدؐ قادیانی نے دیا۔ نبوت روحانیت کا ایک گم شدہ موتی تھا۔ جسکو مسیح محمدی نے ڈھونڈ نکالا۔ مدعیان علم و فضل اور دشمنان نبوت اس وقت اپنی ضد اور ہٹ میں آکر اس کو رد کریں تو کریں لیکن ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ اور یقیناً آئے گا۔ بلکہ قبولیت کے نمونے بتاتے ہیں کہ وہ قریب ہے۔ جبکہ لوگوں کو اقرار کرنا پڑے گا کہ واقعی مسئلہ نبوت کا انکار ہماری نادانی تھی ہمنے تعصب میں آکر نور کو نار سمجھا تھا۔ گل کو خار خیال کیا تھا۔ اور آبحیات کو تیزاب یقین کیا تھا۔ نبوت تو ہماری رُوح کی غذا۔ دکھ کی دوا تھی۔ جسطرح آج مجبوراً بڑے بڑے متکبر علماء بھی وفات مسیح کے مسئلہ کو ماننے لگے ہیں مگر اپنی خجالت کا ثبوت دیتے ہوئے یہ بہانہ بھی بناتے ہیں کہ سرسید نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ اسی طرح ایک زمانہ آنیوالا ہے۔ جبکہ سرکش علماء، اور بیوقوف عقلاء اور نادان حکماء، بھی نبوت کی ضرورت کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں گے مگر پورب پچھم۔ اُتر دکن اور دنیا کے کسی گوشہ میں ڈھونڈنے پر بھی کوئی بہانہ نہ ملیگا۔ نہ کسی بڑی سے بڑی یونیورسٹی میں نہ کسی بڑی سے بڑی خانقاہ۔ نہ ہندوستان کی کسی پرانی درسگاہ میں۔ نہ مصر کے جامع ازہر میں۔ کیونکہ یہ نبی اس وقت آیا۔ اور نبوت کی حقیقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسے اعلےٰ فضیلت کو اسوقت بتایا۔ جبکہ ساری دنیا اس فضیلت کو ذلت اور اس نعمت کو معاذ اللہ زحمت سمجھے ہوئے تھی اسوقت لوگ کہینگے۔ کہ کاش! بجائے مرزا کے کوئی اور اس مسئلہ کی ڈسکوری کرنے والا ہوتا۔ تو ہم بجائے مرزا کے کسی اور کے شکر گزار ہوتے۔ مگر صداقت اور قبولیت کا زور آور حملہ ایسا ہوگا کہ حضرت احمدؑ قادیانی علیہ السلام کے نام مبارک کے سامنے گردن جھکائے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوگا۔

پس اے وہ لوگو! جو کہتے ہو کہ اس نعمت کا دروازہ بند ہے، لیکن ضلالت کا دروازہ کھلا ہے۔ ہوش میں آؤ۔ یہ مت کہو کہ نبی نہیں آئے گا۔ نبی تو آ گیا۔ مگر تمہاری مثال اس شخص کیطرح ہے۔ جسکی آنکھوں کے سامنے زلزلہ آیا۔ اور اس کے حواس نے زلزلہ کو محسوس کیا۔ زلزلہ کے دھکے نے اس کے جسم تک کو ہلا دیا۔ مگر وہ یہ کہتا ہے۔ کہ میں کبھی نہ کہوں گا۔ کہ یہ زلزلہ تھا۔ اور نہ اس کا نام زلزلہ رکھونگا۔ کیونکہ مجھ کو بتایا گیا ہے کہ اب کبھی زلزلہ نہ آئیگا ؞

جس طرح یہ شخص نادان ہے۔ اسی طرح وہ انسان بھی نادان ہے۔ جو ایک نذیر کے انذار اور اس کے وقوع

کو دیکھ کر پھر بھی یہ کہتا ہے۔ کہ کوئی نذیر نہ آیا۔ پس اے نبوت کے دشمنو! تمہارا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ نبی نہیں آئیگا۔ نبی تو آچکا۔ خدا نے اسکو بار بار نبی کہا۔ اور کثرت کے ساتھ اس نے دنیا پر نذیر بتائیں۔ جو پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک سلیم الفطرت اور صاحب خشیت انسان جب کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر غور کریگا تو اس کو اس زمانہ میں دنیا کے ہر واقعہ عظیمہ میں نبوت کی صداقت نظر آئیگی۔ کیونکہ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے مشرق اور مغرب پر نبوت کی ہے۔ بادشاہوں اور گداؤں پر نبوة کی ہے۔ ملکوں اور شہروں پر نبوت کی ہے۔ عالموں اور فاضلوں پر نبوت کی ہے۔ صوفیوں اور گدی نشینوں پر نبوت کی ہے۔ زمین اس کی نبوت کی وجہ سے جنبش میں آئی ہے۔ پہاڑ اس کی نبوت کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ دریا اور سمندر میں اس کی نبوت کا شور ہے۔ باد صرصر اور طوفانوں میں اسکی نبوت کا نعرہ ہے ۔

یہ کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں۔ بلکہ بالکل سچ اور حق ہے خدا نے توفیق دی۔ تو میں آئندہ اس اجمال کی تفصیل شرح وبسط کے ساتھ کروں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

بعثتِ انبیاء

آج کل مسلمان کہلانے والے عموماً اور ایک جماعت جو احمدیت کی آڑ میں احمدیت کو مٹانے والی ہے یعنی پیغامی گروہ خصوصاً اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اس کا دروازہ بالکل مسدود ہو چکا ہے

کیا نبوت انعام ہے یا عذاب۔

سب سے پہلے غور طلب امر یہ ہے کہ آیا نبوت انعامات الہٰیہ میں سے کوئی انعام ہے یا عذاب الہٰیہ میں سے کوئی عذاب۔ اگر یہ ثابت ہو کہ واقعہ میں نبوت کوئی عذاب ہے۔ تو پھر اس کا مسدود ہونا اس اُمت کے لئے باعث رحمت سمجھا جائیگا۔ اور اگر یہ ثابت ہو کہ نبوت ایک انعام ہے۔ جو اللہ تعالےٰ اپنے مقرب بندوں پر کرتا ہے۔ تو پھر اس انعام کا رک جانا اس اُمت کے لئے رحمت نہیں بلکہ باعث زحمت ہوگا۔ اور خیر امم کا خطاب اس کے لئے ایسا ہی ہوگا۔ جیسے ایک چپڑاسی کو کہا جائے کہ تو بادشاہ ہے ۔

نبوت کو عذاب تسلیم کرنے میں کیا قباحت ہے

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ نبوة نعوذ باللہ عذاب الہٰی ہے تو پھر اپنی امت کے حق میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود رحمت ثابت ہوگا۔ کیونکہ آپ نے آکر اس عذاب سے دائمی نجات دلا دی۔ مگر اس لحاظ سے آنحضرت کا اپنا وجود جس پر نبوت کا نزول ہوا۔ وہ نعوذ باللہ مورد عذاب الہٰی قرار پائیگا۔ کیونکہ نبوت ایک عذاب ہے۔ اور اس کا نزول نعوذ باللہ آنحضرت پر ہوا۔ پس یہ عقیدہ ایسا ہی ہے جسطرح عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح نعوذ باللہ خود تو صلیب پر جا کر لعنتی ہوا۔ لیکن اپنی اُمت کو دائمی نجات دلا گیا۔ نعوذ باللہ من ہذہ العقیدة ۔

پس نبوت عذاب الہٰی تو کسی طرح ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ پھر صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی نہیں۔ بلکہ تمام انبیاء کو اس کا مورد قرار دینا پڑے گا۔ اور یہ کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو خود عذاب میں مبتلا ہے۔ وہ دوسروں کو کیا عذاب الہٰی سے نجات دلائیگا ۔

کیا نبوت ضرور انعام ہی ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ نبوت اگر عذاب نہیں تو کیا انعام الہٰی بھی ہے یا نہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کوئی چیز اگر عذاب نہیں تو وہ ضرور انعام ہی ہو۔ سورہ فاتحہ پر ہم غور کرتے ہیں۔ تو بوضاحت معلوم ہو جاتا ہے کہ نبوت انعامات الہٰیہ میں سے ایک بڑا انعام ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ پانچ وقت کی نمازوں میں اس دُعا کے مانگنے کی تاکید کرتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم کہ الٰہی ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ جو کہ تیرے منعم علیہ گروہ کی ہے پھر خدا تعالےٰ خود ہی بتاتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ جن پر انعام کیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین سب سے پہلے نبیوں کو رکھا۔ کہ ان کو جو نبوت دی گئی۔ تو عذاب نہیں تھا۔ بلکہ انعام الہٰی تھا۔ جسکے حصول کے لئے تم بھی پانچ وقت کی نمازوں میں دعا کیا کرو۔ اور اس انعام کا اپنے آپ کو مستحق بناؤ ۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازہ نبوت بند ہوتا تو خدا تعالےٰ کا یہ دعا سکھلانا بے فائدہ تھا۔ اور پھر آنحضرت کو رحمۃ للعالمین کر کے پیش کرنا بھی غلطی ہے کیونکہ وہ شخص ہمارے لئے کس طرح رحمت ہو سکتا ہے۔ جس کے آنے کا یہ نتیجہ ہو۔ کہ ایک عظیم الشان انعام سے دائمی طور پر ہم محروم کر دئے جائیں۔ دوسری آیت جس میں خدا تعالےٰ نے نبوت کو ایک اعلیٰ انعام قرار دیا ہے یہ ہے۔ واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ بنی اسرائیل کو کہا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک یہ نعمت ہے۔ کہ اس نے تم میں ایک نہیں دو نہیں۔ بیسیوں نبی بھیجے ۔

پھر فرماتا ہے۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے مومنین میں رسول بھیجا۔ پس جب یہ انعام ہے۔ تو پھر اس کا آنحضرتؐ کے بعد بند ہو جانا آنحضرتؐ کے رحمۃ للعالمین اور آپکی امت مرحومہ کے خیر امم ہونے کی شان کے بالکل خلاف ہے،

کیا خاتم النبیین ہونا بعثت انبیاء کا مانع ہے

پھر خاتم النبیین کو مانع بعثت انبیاء بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بتایا جاتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ خاتم النبیین کے کیا کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ اور کیا وہ معنے ہمارے خلاف ہیں یا ہماری تائید کرتے ہیں ۔

خاتم کے معنے

اول خاتم بمعنے خاتِم۔ ختم کرنیوالا انبیوں کا اگر اس کے معنے لئے جائیں۔ یعنی آپ آخری نبی تھے۔ تو آنحضرتؐ کی اپنی کلام سے اسکے مفہوم پر کافی روشنی پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ مسلم جلد اول صفحہ ۴۴۶ میں ہے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں :۔

ایک حدیث کی تشریح

انی اخر الانبیاء وان مسجدی اخر المساجد۔ کہ میں آخری نبی ہوں۔ اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ پس اگر آپ کی مسجد کے بعد اب تک دنیا میں کوئی مسجد نہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ نبی بھی آپکے بعد کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر واقعات اس کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ کا منشاء مطلق نبوت کی نفی نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ شرعی

نبیوں میں سے میں آخری نبی ہوں۔ اور مساجد کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ تین مسجدیں ہیں۔ جن کی طرف چلکر جانا اور انہیں نماز پڑھنا انسان کو عظیم الشان اجر کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور وہ تین یہ ہیں مسجد اقصےٰ۔ مسجد حرام۔ مسجد نبوی۔ پس عظیم الشان اجر کا مستحق بنانے والی یہ میری آخری مسجد ہے۔ جسکے بعد کوئی ایسی مسجد نہیں ہوگی ؛

اسی کی تائید میں ایک اور حدیث حسب ذیل کیجاتی ہے۔

دوسری حدیث کی تشریح

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایة فانا اللبنة وخاتم النبیین۔ متفق علیه مشکوة صلاه۔

آنحضرت ؐ فرماتے ہیں کہ میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایک محل کی ہے۔ جو بہت عمدہ بنایا گیا ہے۔ مگر ایک اینٹ کی کمی ہے۔ پس وہ اینٹ میں ہوں۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث میں بھی جن انبیاء کو قصر سے مشابہت دیگئی ہے مسجدی آخر المساجد کی طرح (کہ جو باوجود آنحضرت کے متعلق مساجد زمانے کے خاص مسجدیں مراد ہیں) وہ خاص نبی مراد ہیں۔ جو شریعت لائے۔ کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء خدا تعالےٰ دو قسم کے مبعوث کرتا رہا ہے۔ ایک وہ جو وقتاً فوقتاً شریعت کو کمال تک پہنچانے کے لیے حسب ضرورت زمانہ شریعت واحکام لائے۔ دوسرے وہ جو احکام اور شریعت تو نہیں لائے۔ مگر ان کا کام لوگوں میں شریعت پھیلانا اور اس کی حفاظت اور نگرانی کرنا ہوتا تھا چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ انا انزلنا التوراة فیها هدی ونور یحکم بها النبیون .. .. وکانوا علیه شهداء۔ کہ موسیٰ کے بعد توریت پر بہت نبی عمل کرتے اور کراتے رہے۔ کیونکہ وہ اسکے نگران اور محافظ تھے۔

اس لئے اس حدیث میں وہ خاص نبی مراد ہیں۔ جو کوئی شریعت لائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شریعت پر عمل کرنیکے نتیجے میں جن انعامات کا خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے ان کا اظہار بھی اعلےٰ مکان اور باغات وانہار کے ذریعہ کیا ہے گویا شریعت ایک عمدہ مکان ہے۔ جس میں زندگی بسر کرنے سے اور اعلےٰ مکان ملتا ہے۔ پس جس طرح مکان کے تیار ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً اس کے لئے ایک محافظ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح شرعی نبی شریعت لائے۔ اور ایک محل تیار ہوا۔ جسکو مشکلات سے بچانے کے لئے ضرورت کے وقت غیر شرعی نبی آتے رہے۔ پس جب تک دنیا قائم ہے اور محل شریعت موجود ہے۔ اسکی حفاظت کے لئے غیر شرعی انبیاء کی بھی ضرورت ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنا بھی قصر تیار ہوا۔ اس میں ایک نقص تھا وہ یہ کہ اس ذخیرہ سے انسان یہ فائدہ حاصل نہ کر سکتا تھا کہ روحانیت کا آخری مرحلہ جو نبوت ہے سطے کرلے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے خدا تعالےٰ نے اس کمی کو پورا کر دیا اور وہ قصر شریعت مکمل ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اُمت محمدیہ کو بدیں الفاظ بشارت دی ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے خدا تعالےٰ نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے۔ اور فرمایا۔ من یطع الله والرسول فاولٰئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین۔ کہ جو آنحضرت کی لائی ہوئی شریعت کی کامل اتباع کریگا۔ وہ روحانیت کا آخری مرحلہ بھی سطے کر سکتا ہے یعنے نبوت کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ پس آنحضرتؐ کے بعد کوئی شارع نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ آپ آخری شارع نبی تھے اور اس محل کی آخری اینٹ تھے۔ ہاں آپ کی شریعت پر چلنے اور چلانیوالے اور لوگوں کو اس کا علم سکھانیوالے اور تزکیہ نفوس کرنے والے غیر شرعی نبی آیندہ بھی آتے رہینگے۔ مگر جسطرح کہ ایک نامکمل چیز کی حفاظت کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح چونکہ آنحضرتؐ سے پہلے شریعت نامکمل تھی۔ اور زیادہ حفاظت کی محتاج تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے پہلی اُمتوں میں غیر شرعی نبی بکثرت اور جلدی جلدی مبعوث فرمائے۔ مگر آنحضرت کی بعثت کے بعد چونکہ شریعت نہایت مکمل ہو چکی تھی۔ اس لئے اس کثرت کی ضرورت نہ رہی۔ کہ ایک کے فوت ہونے کے بعد جھٹ دوسرے نبی کی ضرورت پڑ جائے یہی وجہ ہے۔ کہ تیرہ سو برس بعد حضرت مسیح موعود جیسا ایمان ثریا پر چلا گیا تھا۔ غیر خدا مبعوث ہوئے تو دور کنارا پنے مسلمان ہی شریعت اسلام سے متنفر ہو چکے تھے اور ہزاروں افراد اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کرتے اگ گئے تھے۔ مبعوث ہوئے

پس خاتم النبیین کے یہ معنے کہ آپ آخری نبی اور انبیاء کو ختم کرنیوالے ہیں۔ ہمارے عقیدہ پر کسی قسم کا مخالفت اثر نہیں ڈالتی چنانچہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ ان معنوں کی رُو سے آپ شرعی انبیاء کو ختم کرنے والے اور انہی میں سے آخری نبی ہیں۔

اور اگر خاتم بمعنے مُہر لئے جائیں کہ آپ بند کرنیوالے ہیں نبیوں کے۔ جیسا کہ اکثر غیر احمدیوں کی طرف سے یہ مثال پیش کی جاتی ہے کہ جس طرح ایک صندوق یا لفافے پر مُہر لگانے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی خارجی چیز اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اندر کی چیز باہر آسکتی ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ تمام نبیوں کو بند کرنیوالے ہیں۔ اس کا ایک جواب تو وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان معنوں کی رو سے اس سوال کے دو حصے ہو سکتے ہیں۔ یا تو آپ بند کرنیوالے ہیں۔ ان نبیوں کو جو آپ سے پہلے گذرے یا بند کرنیوالے ہیں۔ ان نبیوں کے جو آپ کے بعد آنے والے تھے اگر آپ پہلے نبیوں کے خاتم ہیں۔ تو اس مسیح ناصری کا دوبارہ آنا غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ جب مُہر لگانے کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ باہر کی چیز اندر نہیں جا سکتی۔ اور اندر کی باہر نہیں آسکتی۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مُہر توڑ کر پھر دوبارہ آجائیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ بعد میں آنے والے نبیوں کو بند کرنیوالے ہیں تو یہ معنے درست نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب آپ کے بعد نبی ہی کوئی نہیں۔ تو ان کو ملفوف خط کیطرح بند کرنا تا کوئی اندر کا باہر اور باہر کا اندر نہ ہو سکے۔ کیا معنے رکھتا ہے اور اگر آپ کے بعد بعثت انبیاء تسلیم کی جائے۔ تو پھر یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ کوئی اختلاف نہ رہا ۔

اور اگر خاتم بمعنے تصدیق کنندہ لئے جائیں۔ تو اس کی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو آپ ان انبیاء کے مصدق ہیں جو آپ سے پہلے گذرے یا ان کے جو آپ کے بعد آنیوالے ہیں۔ اور یہ دونوں درست ہیں۔ توریت وغیرہ کتب میں گذشتہ انبیاء کے حالات ایسے رنگ میں پیش کئے گئے۔ جس سے ان کی کوئی شخصیت نہیں رہتی۔ بلکہ ایسے الزامات لگائے گئے ہیں کہ پڑھنے والا ان کے متعلق معمولی شریف آدمی ہونے کی بھی ...